4814CH16

فلسطینی بچے کے لیے لوری

(ان بچّوں کے نام جن کے ماں باپ، بھائی بہن اپنے ملک
کی آزادی کی جدو جہد میں شہید ہوئے ہیں)

مت رو بچے
رو رو کے ابھی
تیری امّی کی آنکھ لگی ہے
مت رو بچے
کچھ ہی پہلے
تیرے ابّا نے
اپنے غم سے رخصت لی ہے

© NCERT not to be republished

مت رو بچے
تیرا بھائی
اپنے خواب کی تتلی پیچھے
دور کہیں پردیس گیا ہے
مت رو بچے
تیری باجی کا
ڈولا پرائے دیس گیا ہے

© NCERT not to be republished

مت رو بچے
تیرے آنگن میں
مردہ سُورج نہلا کے گئے ہیں
چندرما دفنا کے گئے ہیں
مت رو بچے
امّی، ابّا، باجی، بھائی
چاند اور سُورج

تو گر روئے گا تو یہ سب
اور بھی تجھ کو رُلوائیں گے
تو مسکائے گا تو شاید
سارے اک دن بھیس بدل کر
تجھ سے کھیلنے لوٹ آئیں گے

(فیضؔ احمد فیضؔ)

© NCERT not to be republished

معنی یاد کیجیے

غم سے رُخصت لینا	:	رخصت یعنی اجازت، یہاں مراد ہے غم سے نجات پا لینا
ڈولا	:	پردیس، بڑی ڈولی
چندر ما	:	چاند
گر	:	اگر کی مختصر شکل
مسکانا	:	مسکرانا
بھیس بدلنا (محاورہ)	:	شکل بدلنا

سوچیے اور بتائیے۔

1. ''تیری امی کی آنکھ لگی ہے'' اس مصرعے میں شاعر کیا کہنا چاہتا ہے؟
2. نظم میں ''پردیس'' جانے سے کیا مراد ہے؟
3. شاعر نے سورج اور چاند کن لوگوں کو کہا ہے؟
4. بچّے کے مسکرانے کا کیا اثر ہوگا؟
5. کن لوگوں کے بھیس بدل کر لوٹ آنے کی بات کہی گئی ہے؟

نیچے لکھے ہوئے لفظوں کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

پردیس ڈولا آنگن رخصت بھیس لوٹ

ان لفظوں کے متضاد لکھیے۔

غم پردیس رونا پرایا دن

© NCERT not to be republished

ان لفظوں کے مذکر بنائیے۔

امّاں رانی مینا بہن لڑکی بیٹی

پڑھیے اور سمجھیے۔

ڈولا۔ پردہ نشیں عورتوں کی سواری جو چھوٹی پلنگڑی کے چاروں کونوں میں بانس لگا کر جھولے جیسی بنائی جاتی ہے۔ اسے ایک لمبی سی بلّی یا موٹے بانس میں چھینکے کی طرح لٹکاتے ہیں اور دو آدمی جنھیں کہار کہتے ہیں، اس لکڑی کے دونوں سرے جو اپنے کاندھوں پر اٹھا کر چلتے ہیں۔ یہ سواری چھوٹی ہو تو ڈولی اور بڑی ہو تو ڈولا کہلاتی ہے۔ ڈولا شادی بیاہ میں کام آتا ہے اس میں دلہن کو بٹھا کر رخصت کرتے ہیں۔ پینس اور پالکی بھی ڈولی ہی کی قسمیں ہیں۔ ان میں عورتوں کے علاوہ مرد بھی بیٹھا کرتے تھے اب یہ سواریاں بہت کم استعمال ہوتی ہیں۔

غور کرنے کی بات

- اس نظم میں فلسطین کی جنگِ آزادی میں شہید ہونے والوں کو یاد کیا گیا ہے۔ بچے کے ماں، باپ، بھائی اور بہن سب شہید ہو چکے ہیں۔ شاعر بچے کو تسلّی دے رہا ہے اور مسکرانے کی تلقین کر رہا ہے۔ یہاں شاعر نے بڑے خوبصورت انداز میں ہر ایک کی شہادت کا ذکر کیا ہے۔ ماں کے لیے شاعر کہتا ہے کہ تیری امّی کی آنکھ لگی ہے آنکھ لگنا سے مراد یہاں ابدی نیند سونا ہے۔ اسی طرح ابّا کا ذکر کرتے ہوئے شاعر کہتا ہے کہ تیرے ابّا نے غم سے رخصت لی ہے۔ مرنے کے بعد انسان کو خوشی اور غم کا کوئی شعور نہیں رہ جاتا اس لیے شاعر کہتا ہے کہ ان کے غم اب ختم ہو گئے ہیں۔ بھائی کا ذکر کرتے ہوئے شاعر کہتا ہے کہ وہ دور کہیں پردیس گیا ہے۔ مراد یہ ہے کہ انتقال کر کے اس دنیا سے چلا گیا ہے۔ اسی طرح بہن کے بارے میں کیا کہتا ہے کہ اس کا ڈولا پرائے دیس گیا ہے۔ یہاں بھی مراد دیس سے مراد دوسری دنیا یعنی عاقبت ہے۔
- اس نظم میں سورج اور چاند کو استعارے کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ فلسطین کی جنگِ آزادی میں جو شہید ہوئے یہاں انھیں فلسطینی شہیدوں کو چاند اور سورج کہا گیا ہے۔
- اس نظم کا پیغام یہ ہے کہ اگر ہم وطن کی راہ میں شہید ہونے والوں کی موت کو خوشی سے قبول کر لیں تو وہ شہید ہونے والے ہماری اپنی ہستی میں پھر سے زندہ ہو جاتے ہیں اور ان کی جدائی کا غم دوٗر ہو جاتا ہے۔